ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

احمد فرازؔ کی شاعری میں موضوعاتی تنوع

THEMATIC DIVERSITY IN AHMAD FARAZ'S POETRY

عظمیٰ قمر

اسکالر پی۔ایچ۔ڈی اردو، شعبہ لسانیات وادبیات قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

ڈاکٹر تحسین بی بی

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ لسانیات وادبیات قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور

صدر شعبہ اردو یونی ورسٹی آف صوابی خیبر پختونخوا

Abstract

Ahmad Faraz [1931-2008] legend for his poetry in Urdu language on progressive themes with distinct traces of romanticism, had unique mastery over both major genres of Ghazal and Poem. Being a prolific and spontaneous poet depicting sensibilities of common person and those belonging to lower strata of society, the most striking feature of his poetry is diversity found in his themes and treatments. Islamic traditions and resultant human values are found in abundance in Faraz's poetry. Besides, observance of Pashtun traditions is one of the core values of his themes. These very facts bring about a vast circle of admirers and fans from writers, poets, intellectuals, youth and almost all strata of social life, which he enjoyed in all stages of his active intellectual and creative life. It is evidenced that his poetry at one side entertained and nourished to the literary tastes of his time; and on other, he contributed positively in grooming of youth and their personalities. This short article is an attempt to categorize diverse themes and treatments found in Faraz poetry to identify the strengths as well as originality of his poetry. It is illustrated and analyzed that some dominant themes one could trace is his poetry are political commentary and analysis, voice against social injustice, socio-economic and socio-religious scrutiny, and indeed his strong voice for human rights and resistance against its violators.

Keywords: Ahmad Faraz, Legend, Urdu, Progressive Themes, Romanticism, Genres, Ghazal, Poem, Society, Pashtun,

کلیدی الفاظ: احمد فراز، افسانوی شہرت ،انواع،ترقی پسندانہ خیالات، رومانیت، نظم،غزل، معاشرہ،پشتون

اردو شاعری کا عہد زریں میر تقی میرؔ اور مرزا غالبؔ سے شروع ہوا تو بامِ عروج پر پہنچ کر ابھی دم لینے کو تھا ہی تھا کہ اقبالؔ کی توانا اور تر و تازہ آواز بانگ درا کا روپ دھار کر اسے نئی منزلوں سے آشنا کر وا گئی۔اقبالؔ کی تابناک شاعری نے نہ صرف زبانِ اردو کو نئی حدّت اور جدت بخشی بلکہ مشرق و مغرب کے میخانوں کا دستور بھی بدل ڈالا۔

یہ کارواں ابھی جادۂ منزل کی جانب رواں دواں تھا کہ فیضؔ جیسے اہل جنوں کے مضبوط بازوؤں نے بھٹکنے اور رفتار سست کرنے سے باز رکھا اور قافلہ اہل سخن خراماں خراماں جانب منزل یکسو رہا۔

اردو شاعری کے اس سفر میں ساحرؔ، جالبؔ، راشدؔ اور احمد ندیم قاسمی نام کے کئی سنگِ میل آئے لیکن راہنمائی اور راہبری کا تاج کس کے سر رکھا جائے یہ فیصلہ نہ ہو سکا کیونکہ مملکت ادب میں اکثر اوقات کئی شاہوں کا راج بیک وقت چلتا ہے اور یوں سفر کرتے ہوئے ایک وقت ایسا آیا کہ قافلۂ ادب کو احمد شاہ المعروف احمد فرازؔ جیسا وجیہہ و شکیل، پر اعتماد، بلند حوصلہ اور دیومالائی صفات کا حامل شاعر نصیب ہوا جس نے سالوں کا سفر لمحوں میں طے کیا۔احمد فرازؔ کی تخلیقی سرشاریوں نے اردو ادب کو نیا انداز اور ایک نیا آہنگ دیا ۔خود بھی امر ہوئے اور اردو شاعری کو بھی امر کر دیا۔

احمد فرازؔ ملک خداداد پاکستان کے ان خوش نصیب شعرا میں شمار ہوتے ہیں جن کے شعری مجموعے لوگ قیمتاً خریدتے اور پڑھتے ہیں۔

ممتاز ناول نگار رحیم گل رقم طراز ہے کہ:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

"ہمارے ملک میں جہاں کتاب چھاپنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے وہاں احمد فرازؔ کی کتاب پر ناشر بڑی سے بڑی بولی لگانے کو تیار ہے۔"(۱)

احمد فرازؔ سب سے زیادہ چھپنے، بکنے اور پڑھنے والا شاعر ہے۔

اور قحط الرجالی دور میں بھی لوگ اس سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں کیونکہ وہ اساتذہ کا احترام کرتا ہے اور ہم عصروں کی نفی نہیں کرتا۔

احمد فراز کو ان کی بہترین شاعری پر اندرون اور بیرون ملک کئی اعزازات اور انعامات سے نوازا گیا ہے۔ جن میں آدم جی ایوارڈ، اباسین ایوارڈ، فراق گورکھپوری ایوارڈ، امن و ادب کا ٹاٹا ایوارڈ اور اکیڈمی آف لیٹرز کینیڈا کی جانب سے بہترین ادب کا ایوارڈ بھی شامل ہے۔

کراچی یونیورسٹی کی جانب سے ڈاکٹر آف لیٹر یچر کی اعزازی ڈگری وصول کر چکے ہیں اس کے ساتھ ساتھ حکومت پاکستان نے انہیں "ستارہ امتیاز" اور "تمغہ حسن کارکردگی" سے بھی نوازا ہے۔ احمد فرازؔ کو ملکی مشاعروں اور تقاریب میں مدعو کرنے کے ساتھ بیرون ملک جتنے مشاعروں اور تقاریب میں بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا ہے وہ بھی ایک ریکارڈ ہے اور ان کے اعزاز میں مشاعرے، مجالس اور نشستیں منعقد کی گئیں اور تاج پوشی کی رسمیں بھی ادا کی گئی۔ شاعری نے فرازؔ کو جو بلندی اور عظمت عطا کی اس کا اعتراف انہوں نے اپنے ایک شعر میں یوں کیا ہے کہ

"اور فرازؔ چاہئیں کتنی محبتیں تجھے
ماؤں نے تیرے نام پر بچوں کا نام رکھ دیا" (۲)

احمد فرازؔ اردو غزل اور نظم کے منفرد اور ممتاز شاعر ہیں۔ وہ ناصرف زود گو اور پرگو شاعر ہیں بلکہ عام عوام اور مجبور مظلوم طبقوں کی حمایت اور ان کے احساسات اور خدمات کی ترجمانی بھی ان کی شاعری کا خاصہ ہے۔

ان کے تقریباً چودہ مجموعے ہائے کلام منظر عام پر آ کر داد و تحسین وصول کر چکے ہیں۔ جن میں تنہا تنہا، جاناں جاناں، درد آشوب، شبخون، نایافت، میرے خواب ریزہ ریزہ، بے آواز گلی کوچوں میں، نابینا شہر میں آئینہ، پس انداز موسم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

احمد فرزؔ کی شخصیت اور شاعری کو کسی بھی حصار میں مقید اور محدود کرنا ناممکن ہے۔ وہ ایک باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری، تخیل ور فکر کے قرینے بھی ایک ست رنگی قوس قزح کے حصار میں لپٹے نظر آتے ہیں۔ ان کا اپنا ہی ایک شعر ان کے فکر و فن کی بوقلمونیوں کی عکاسی کرتا ہوا نظر معلوم ہوتا ہے۔

"اک حلقۂ رنگ طوق آسا
اک قوس قزح حصار جیسی" (۳)

فرازؔ کی شاعری کئی رنگوں سے مزین تھی۔ وہ ایک خوش نظر خوش فکر شاعر تھے۔ ان کے ہاں موضوعاتی تنوع ہے جو گل رنگ بھی ہے اور شعلہ رنگ بھی اور اسی رنگارنگی نے ان کی شاعری کو قابل داد اور قابل دید بنا دیا ہے۔

سید ضمیر جعفری فرازؔ کے شعری مجموعے "غزل بہانہ کروں" کے کے دیباچے "آتش فشاں" میں لکھتے ہیں کہ

"میں یہ کہوں گا کہ فرازؔ کی شاعری بیک وقت گلاب کا پھول بھی ہے اور آگ کا الاؤ بھی صوفیاء کی طرح اس کی شاعری کا پیرہن ہلکا اور خیالات وزنی ہوتے ہیں۔۔۔وہ آنکھ کی شاعری بھی کرتا ہے اور دماغ کی بھی۔ یہ توانائی اور تنوّع کے اعتبار سے مختلف ذائقوں کا ایک سمندر ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو کس ڈھج سے زندہ رہنا چاہیے۔" (۴)

احمد فراز نے جن موضوعات پر شاعری کی ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

☆صدائے احتجاج:۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

فرازؔ کی شاعری کی ایک اہم اوربڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ بے جا پابندیوں اور ناروا زیادتیوں کے خلاف مؤثر انداز میں صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں۔وہ اشارات و کنایات کے ذریعے اپنی بات دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔۱۹۸۸ء میں جب اوجڑی کیمپ راولپنڈی کے اسلحہ خانہ میں آگ لگی تو سینکڑوں لوگ ہلاک ہوئے ، ہزاروں زخمی ہوئے اور بہت سی املاک کو نقصان پہنچا تو فرازؔ پکار اٹھے :

"بساط میکدہ ویراں ہوئی تو غم کیا ہے
خوشا کہ مسند پیر مغاں سلامت ہے" (۵)

عطاالحق قاسمی کالم "روزن دیوار سے" میں فرازؔ صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"اس نے آخری سانس تک انتہائی خوبصورت شاعری کی اور صرف شاعری نہیں کی پاکستان اور اس کے عوام کی خوشیوں کی جنگ میں وہ کئی بار لہولہان بھی ہوا،وہ ان ابن الوقتوں میں سے نہیں تھا جو فوجی جرنیلوں اور بیوروکریسی کے فرعونوں کے بوٹ بھی چاٹتے رہیں اور شاعری میں خود کو منصور کی طرح پینٹ کرنے میں بھی لگے رہے ہوں۔" (۶)

فرازؔ نے معاشرے کی غلط اور فرسودہ روایات کے خلاف احتجاج جاری رکھا ہے۔ظلم اور استحصال کو انہوں نے ہمیشہ للکارا ہے۔معاشرے میں پنپنے والے تضاد کو انہوں نے اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔

"کس قدر آگ برستی ہے یہاں
خلق شبنم کو ترستی ہے یہاں
صرف اندیشہ افعی ہی نہیں
پھول کی شاخ بھی ڈستی ہے یہاں(۷)

☆سیاسی موضوعات

وہ اپنے زمانے کے سیاسی موضوعات پر شعر کہنے میں بہت کامیاب رہے ہیں تحریک آزادی کے شہیدوں کو خراج تحسین پیش کرنا ہو یا آمریت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرنا ہو فرازؔ کی آواز ہر جگہ سنائی دیتی ہے۔اس کی مثال ان کی شاعری سے ہے :

"لیکن اے جذب مقدس کے شہیدانِ عظیم
کل کی ہار اپنے لیے جیت کی تمہید بنی" (۸)

فرازؔ نے اپنی شاعری میں وطن اور اہلِ وطن کو موضوع بنایا مگر جیسے جیسے شعور زیست میں پختگی آتی گئی اس کی شاعرانہ نگاہ میں وسعت اور پھر آفاقیت پیدا ہوتی گئی۔یوں اس کی شاعری کے لیے بین الاقوامی تناظر لازم قرار پایا۔اپنی شاعری کی بین الاقوامی اساس کی استواری میں بھی فرازؔ نے اپنے دل پذیر اسلوب سے بطور خاص کام لیا اس لیے فرازؔ کا سیاسی شعر بھی شعر ہی رہتا ہے نعرہ میں تبدیل نہیں ہوتا۔فرازؔ کے پاس موزوں ترین الفاظ کے ساتھ ساتھ علامات،استعارات،تشبیہات اور تمثالوں کا وافر ذخیرہ موجود تھا۔ چنانچہ فرازؔ نے کسی ماہر کوزہ گر کی مانند لفظ کے چاک پر خیالات کے خوبصورت پیکر تراشے۔ (۹)

"غریب شہر کسی سایہ شجر میں نہ بیٹھ
کہ اپنی چھاؤں میں خود جل رہے ہیں سروسمن
اتری تھی شہر گل میں کوئی آتشیں کرن

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

وہ روشنی ہوئی کہ سلگنے لگا بدن"(۱۰)

☆انسانی نفسیات سے آگاہی:

فرازؔ انسانی نفسیات سے خوب واقف ہیں۔وہ سمجھتے ہیں ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔ہر ہاتھ ملانے والا دوست نہیں ہوتا۔لوگ اپنے مطلب کے لیے دوستی کرتے اور مطلب پورا ہو جانے پر ساتھ چھوڑ جاتے ہیں اس لئے دوستی کرتے وقت احتیاط سے کام لینا ضروری ہے۔فرازؔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"بس اتنا فرق ہے یوسف میں اور مجھ میں فرازؔ
کہ اُس کو غیر مجھے یار بیچ دیتے ہیں" (۱۱)

بے وفائی انسانی سرشت میں ہے۔اگر عشق کامیاب بھی ہو جائے تو عاشق یا معشوق بے وفائی پر ضرور اتر آتا ہے۔فرازؔ انہی نفسیات کے حامل اشعار بیان کرتے ہیں۔

"رخ پھیر لیا ہے جب سے تونے
دنیا کی نظر بدل رہی ہے
ہم ہیں کہ فریب کھا رہے ہیں
دنیا ہے کہ چال چل رہی ہے"(۱۲)

کچھ جذبات و احساسات ایسے ہوتے ہیں جو ہر عمر اور ہر مزاج کے لوگوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔اور ہر ایک سے اپنا جذبہ و احساس سمجھنے لگ جاتا ہے۔احمد فرازؔ نے ایسے ہی جذبات و احساسات کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا اور یہی وجہ ان کی ہر دلعزیزی کی بنیاد بنی۔ان کی شاعری میں ارتقاء ہے ، عروج ہے اور اس فرازؔ میں کہیں نشیب نہیں۔ان کی شہرت عالمی ہے اس لیے کہ کوئی شخص کہیں بستا ہو۔کسی مذہب ، رنگ ، نسل اور خطے کا ہو اس پر یہ جذبات و احساسات گزرے ہیں اور گزر سکتے ہیں۔ (۱۳)

☆مذہبی عناصر

فرازؔ نے ہمیشہ مذہبی رسومات کی جگہ اسلام کی حقیقی روح کو اپنے آس پاس زندگی میں کارفرما دیکھنے کی آرزو کی ہے۔وہ سکہ بند ملائیت سے ہمیشہ نالاں اور بیزار رہے ہیں اور اُس شعری روایت کے علمبردار رہے ہیں جو میرؔ ،غالبؔ ،اقبالؔ اور فیضؔ کے ہاں پروان چڑھتی رہی۔انہوں نے عشق حقیقی اور عشق مجازی کو عصری تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی حتی الوسع کوششیں کی اور اسی بنا پر راندۂ درگاہ بھی بنے۔کفر اور ارتداد کے فتووں کا سامنا انہیں ساری زندگی رہا اور عہد حاضر کی ملائیت کی تنگ نظری اور تعصب نے انہیں ہمیشہ فکری اور نظریاتی تنہائی کا شکار رکھا۔

ڈاکٹر فتح محمد ملک "نغمہ دلدار یا شعلۂ بیدار" میں رقمطراز ہیں کہ:

"فرازؔ کا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اپنے گردوپیش کی زندگی میں اسلام کی انقلابی تعلیمات
کو زندہ و سرگرم دیکھنا چاہتا ہے۔
یہ مجرم ہے
ان دائمی سفاک سچائیوں کا
کہ جو تونے کاذبِ جہاں کو عطا کیں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

ان بے غرض جراُتوں کا
جو تونے ہر اک ناتواں کو عطا کیں
یہ کہتا ہے
اے دائمی حکمتوں کے پیمبر
کہ انسان سارے برابر ہیں
ان میں کوئی نسب کوئی برتر نہیں
یہ کہتا ہے
الفاظ سب مقدس ہیں
اور حرف کی روشنی سے
کوئی نور بڑھ کے نہیں ہے
یہ سرکش
مقدر کو انسان کا رہوار کہتا ہے
آدم کو نقاشِ ہستی کا شاہکار کہتا ہے"(۱۴)

منبر اور محراب سے اسلام، انسانی مساوات اور معاشی انصاف کے اسلامی تصورات سے جو رُوگردانی برتی جاتی ہے فرازؔ اس کے خلاف ہیں۔ فرازؔ اقبالؔ کے فکر و فن کی تجدید کرتا ہے اور اس کا دین و مذہب وہی ہے جو اقبالؔ کا ہے۔

فرازؔ نے اپنی طویل نظم "من و تُو"، "میرے عصر کے موسیٰ"، "دوسری ہجرت"، "دائمی حکمتوں کے پیمبر"، اور "سلام اُس پر" جیسی معرکتہ الاراء نظموں میں اسلام اور حضرت محمد ﷺ کے پیغام کو زیادہ وسیع و بلیغ اور آسان فہم انداز میں بیان کرنے کی کے ساتھ ساتھ اسوۂ رسول ﷺ اور مسلک حسینؑ سے اپنی گہری وابستگی کا اظہار کیا ہے۔

"کہاں سے حوصلہ لاتے پیمبروں جیسا
سو کیا یہ کم ہے کہ شاعر بنا دیئے گئے ہیں"(۱۵)

"دل کہ ہر سال ترے غم میں لہو روتے ہیں
یہ اسی عہد جنوں کیش کی تجدید تو ہے
جاں بہ کف حلقہ اعدا میں جو دیوانے ہیں
ان کا مذہب ترے کردار کی تقلید تو ہے"(۱۶)

☆تصور حسن :-

حسرتؔ اور فراقؔ نے غزل میں محبوب کے جس روایتی تصور سے انحراف کیا ہے اس کی مکمل شکل فرازؔ کے ہاں موجود ہے۔ فرازؔ کی شاعری میں جس محبوب کا تصور پیش کیا گیا ہے اس میں بلا کا حسن ، غضب کی رنگینی اور حسن کی لطافت ہے۔ایسا محبوب تو شاید فرازؔ کی شاعری سے باہر نہ مل سکے :

"کھینچی ہوئی ہے میرے آنسوؤں میں ایک تصویر
فراز دیکھ رہا ہے وہ مسکرا کے مجھے"(۱۷)

شاعری کے حوالے سے روایتی تصورات کو اپنانے کے ساتھ ساتھ فراز نئے خیالات اور اقدار کو بھی ساتھ لے کر چلے۔اس وجہ سے ان کا کلام حسن و جاذبیت کا حامل نظر آتا ہے۔اردو شاعری اپنی پوری تہذیب کے ساتھ ان کے ہاں موجود تھی۔فراز کے یہاں خیالات اور موضوعات کا انبوہ بھی ہے اور کسی حد تک ٹھہراؤ بھی ہے۔

☆فکر و خیال کا عنصر :۔

فرازؔ کی غزل صرف جذبے ، خلوص اور احساس کی حامل نہیں بلکہ اس میں فکر و خیال کا نیا عنصر موجود ہے۔انھوں نے فطرت انسانی کے بعض تاریک گوشوں میں بڑی بے باکی سے جھانکا ہے۔ان گنت نئے اور اچھوتے لب و لہجے نے ان کی شعرانہ عظمت کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔فرازؔ کی غزل فکرو فن کے لحاظ سے اپنے عروج پہ ہے۔ان کے کنائے اور تشبیہات و استعارات نئے ، اچھوتے اور اپنی مثال آپ ہیں۔مثلاً یہ شعر دیکھیے :

"وہ لاکھ دشمن جاں ہو مگر خدا نہ کرے
کہ اس کا حال بھی ہو ہو بہو ہماری طرح"(۱۸)

☆ترقی پسندی :۔

فرازؔ کی شاعری سچ بولنے والوں کی شاعری ہے۔غاصب اور ظالم و جابر حکمرانوں کے آگے کلمۂ حق کہنا مشکل کام ہے لیکن اس کے باوجود فرازؔ نے اپنے محبوب عام کے دکھ کو بیان کیا ہے۔وہ اپنے قوم کے مظلوموں کے شاعر ہیں۔امیران شہر اہل وطن کو کبھی مذہب اور کبھی وطن کے نام پر لوٹتے ہیں ۔فرازؔ کی ایک جگہ حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"ظلمات کو موج نور کیسے سمجھیں
پھر برق کو برق طور کیسے سمجھیں
مانا کہ یہی مصلحت اندیشی ہے
ہم لوگ مگر حضور کیسے سمجھیں"(۱۹)

احمد فراز کا شمار اُن شعرا میں ہوتا ہے جو اپنی شاعری کو سوئی ہوئی قوم کو جگانے ، ان کے جذبات کو ابھارنے ، لوگوں کو ایک قلب کرنے کے لیے ذریعہ اظہار بناتے ہیں بلکہ بیک وقت ایک ایسے ہتھیار میں ڈھال لیتے ہیں جو لڑنے کے لیے بھی معاون و مددگار ہو اور دفع کرنے کے لیے بھی ڈھال کا کام سر انجام دے۔(۲۰)

احمد فراز ترقی پسند تحریک کے انقلابی ذہن رکھنے والے شاعر تھے۔اس لیے ان کے ہاں ظالم حکمرانوں کے خلاف بغاوت کا جذبہ ملتا ہے۔انہوں نے ہمیشہ ظلم و استیصال کے خلاف آواز اٹھائی۔

"مرے ضمیر نے قابیل کو نہیں بخشا
میں کیسے صلح کروں قتل کرنے والوں سے" (۲۱)

☆زندگی کے تجربات :۔

فرازؔ کی شاعری زندگی کے تجربات اور تہذیب سے اتنی لبریز ہے کہ ہاتھ لگاتے ہی اس کے چھلک جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ان کی غزل محبت سے عبارت ہے۔محبت ہی وفا اور جفا کو جنم دیتی ہے۔محبت ہی گلیوں گلیوں بھٹکنے پر مجبور کرتی ہے۔محبت کے سارے رنگ ان کی شاعری کے ماتھے کا جھومر ہیں۔وہ محبتوں کے پیامبر ہیں اس لیے فرماتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

"ترا مسلک محبت ہے محبت
بھلا سے راس آئی یا نہ آئی"(۲۲)

انہوں نے محض قافیہ پیمائی کی شاعری نہیں کی ہے۔اس میں ان کے ذاتی اور انفرادی تجربات کا لہو دوڑ رہا ہے۔اس طرح تجربات کی داقت صحیح جمالیاتی اقدار کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ان کی غزل کو ایک نایاب شاہکار بنا دیتی ہے۔احمد فراز قادر الکلام اور منفرد غزل گو شاعر ہیں۔غزل کی صنف ان کا خاص میدان ہے۔:(۲۳)

"کہاں ہے دوست کہ آشوب دہر سے میں نے
تیرے خیال کی آسودگی بچالی ہے"(۲۴)

انہوں نے ذاتی اور انفرادی عشق کے تجربے کو اس طرح اپنے شعروں میں سمویا کہ وہ اجتماعی بن کر ان کی بے پناہ مقبولیت کا ضامن بن گیا۔

☆فکر و فن کا شاہکار

فرازؔ نے عام انسانوں کے لیے شاعری کی ہے اس لیے انہوں نے مشکل پسندی کی روش کو اختیار نہیں کیا۔فرازؔ کی مقبولیت کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ ان کے بہت سے اشعار سنتے ہی دل میں اتر جاتے ہیں َ

فنی اور فکری دونوں لحاظ سے انہوں نے بہترین شاعری کی ہیں ۔فرازؔ کی شاعری تشبیہات کا دل آویز نمونہ ہے۔

ان کے کلام میں تغزل، نغمگی، بلاغت ، تنوع اور وارفتگی کے باوجود نہ بوجھل پن ہے نہ ہلکا پن۔انہوں نے جو معیار اپنے لیے پسند کیا اسی کو ہر سطح پر قائم رکھا۔(۲۵)

"گو سیہ بخت ہیں ہم لوگ پہ روشن ہے ضمیر
خود اندھیرے میں ہیں دنیا کو دکھاتے ہیں چراغ" (۲۶)

ان کے ہاں فکر و فن اعتدال کے ساتھ جمالیات اور خوبصورت آہنگ میں دکھائی دیتے ہیں۔

> "احمد فراز کی غزل میں جمالیاتی پہلو اپنی تمام تر رنگینی اور دلکشی کے ساتھ موجود ہے۔وہ ہیں ہی جمال کے شاعر بل کہ ان کے کلام میں جمال کی جادوگری جا بجا نظر آتی ہے۔وہ ایک کیمیا گر کی آنکھ رکھتے ہیں اور ان کی نگاہ سیدھی لفظی گوہر پر پڑتی ہے۔انہوں نے اپنی غزل میں علامت اور استعارے کو زندگی کرنا سکھایا ہے،،(۲۷)

احمد فرازؔ کے کلا م میں کئی نئی جہتیں نمودار ہوتی ہیں۔ان کے ہاں جابجا گیت کی لے اور دل میں گھر کرنے والا آہنگ ملتا ہے۔ا

☆حق گوئی اور صداقت:۔

فرازؔ کے دل پر محبوب کی جدائی کا داغ تو لگا لیکن اس داغ کو معاشرے کی چیرہ دستیوں ، ناہمواریوں اور نا انصافیوں نے ایک رستا ناسور بنا دیا مگر وہ سچ بولنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔اس لیے وہ سر جھکانے کے بجائے سر کٹانے کو ترجیح دیتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

"محفل میں کل فرازؔ ہی شاید تھا لب کشا
مقتل میں آج کاسئہ سر بھی اسی کا تھا"(۲۸)

ڈاکٹر سلیم اختر احمد فرازؔ کے بارے میں فرماتے ہیں :

"احمد فرازؔ ترقی پسند شعور کا حامل شاعر تھا اس لیے اس نے کبھی بھی "آزادی" کے بارے میں سمجھوتہ نہ کیا ۔یہ فرد کے فکر و عمل کی آزادی ہو یا اقوام کی ، وہ ہر طرح کے جبر کے خلاف تھا۔جبر قد غنوں کا ہو یا کسی آمر کا عائد کردہ۔اس نے سب کے بارے میں اپنے مخصوص اسلوب میں اظہار خیال کیا۔بحیثیت مجموعی فرازؔ کو بغاوت کا استعارہ قرار دیا جاسکتا ہے۔اگر چہ وہ طبعاً رومانی تھا لیکن اس کی رومانیت اختر شیرانی اور سلمیٰ والی نہ تھی۔ اس نے بغاوت کے لیے حبیب جالبؔ اور جوشؔ جیسا اسلوب نہ اپنایا بلکہ رومانیت اور بغاوت کے امتزاج سے نیا رنگ سخن پیدا کیا۔ایسے اشعار صرف فرازؔ ہی کہہ سکتا تھا۔"(۲۹)

جویریہ زاہد لکھتی ہیں کہ احمد فرازؔ نے اپنی شاعری میں مجموعی طور پر عمومی جذبات واحساسات کو ایک خالص سطح سے پیش کرنے کی سعی کی۔اس طرح انہوں نے انقلاب کو بھی پیش نظر رکھا۔محبت اور انقلاب کے اس شاعر نے دنیاوی طعن وتشنیع سے لاتعلق ہو کر دل کی صدا پر شاعری کی اور اسی باعث نوجوانوں میں بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ (۳۰)
احمد فرازؔ نے سچ بولنے پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔فرازؔ کی شاعری اس بات کی گواہ ہے۔رومانیت اور بغاوت کا خوبصورت امتزاج ان کی شاعری کے حسن اور معنویت کو بڑھاوا دیتا ہے۔

☆عصری شعور:۔

فرازؔ اپنے وطن کے مظلوموں کے شاعر ہیں۔اسے اپنے عصری شعور میں ہر چیز کا مکمل ادراک حاصل ہے۔اس نے اپنے عہد کی پیچیدگیوں اور انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال اپنی شاعری میں پوری مہارت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

"فرازؔ آج کی دنیا مرے وجود میں ہے
مرے سخن کو فقط میرا تذکرہ نہ سمجھ" (۳۱)

فرازؔ کی آنکھ ایک باشعور انسان کی آنکھ ہے۔ انہیں اپنے عصری شعور میں ہر چیز کا مکمل فہم اور ادراک ہے۔ ان کی باریک بین نظر جب دیکھتی ہے کہ استحصالی قوتیں سادہ لوح عوام کو وطن اور مذہب کے نام رلوٹ رہی ہیں تو وہ حق کی آواز بلند کرتے ہیں۔

"برہم بس اس خطا پہ امیران شہر ہیں
ان جوہڑوں کو میں نے سمندر نہیں کہا"(۳۲)
"کڑی ہے جنگ کہ اب کے مقابلے پہ فراز
امیر شہر بھی ہے اور خطیب شہر بھی ہے"(۳۳)

جویریہ زاہد احمد فرازؔ کی شاعری کے بارے میں لکھتی ہے کہ:

"احمد فرازؔ کا وصف محض یہ نہیں ہے کہ انہوں نے اپنی شاعری میں اپنے معاشرے کی بھرپور عکاسی کی ہے بلکہ انہوں نے ماضی و مستقبل کو بھی اپنی شاعری میں یکجا کر دیا ہے۔اس بناء پر فرازؔ کو ماضی سے ربط خاص کے باعث روایت پسند شاعر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

حال سے تعلق رکھنے کے سبب معاشرتی رویوں کا عکاس شاعر اور مستقبل سے منسلک ہونے کے باعث امکانات کا شاعر قرار دے سکتے ہیں۔"(۳۴)

ان کے ہاں فنی نزاکتیں فکری رجحانات کی ابلاغ کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنتی اور نہ ہی عصری مسائل اور معاشرے کی اصلاح کا ذوق وشوق اُن کے جمالیات حس کو متاثر کرتا ہے۔

☆حب وطن:۔

وطن سے محبت نہ صرف ایک فطری امر ہے بلکہ ایمان کا حصہ بھی ہے۔انسان جہاں پیدا ہوتا ہے پلتا بڑھتا ہے اُس جگہ سے محبت اُس کے خمیر اور گھٹی میں پڑی ہوتی ہے۔وہاں کے خاروخس بھی اُسے لعل بدخشاں اور گلستانِ ایراں سے کم نہیں لگتے۔احمد فراز کے ہاں وطن سے محبت کا جذبہ اپنے پورے عروج پر نظر آتا ہے۔زمانۂ طالب علمی میں خاکسار تحریک میں شمولیت،۱۹۴۸ء میں کشمیر کی آزادی کی جنگ میں عملی طور پر شرکت اور ۱۹۶۵ء،۱۹۷۱ کی پاک بھارت جنگ میں پاکستان کے فوجیوں کے عزم وہمت کو بڑھاوا دینے کے لیے جنگی ترانے اور نظمیں لکھنا ان کی شدید حب الوطنی کو ظاہر کرنے کے لیے کافی ہیں۔تاج سعید ان کے جذبۂ حب الوطنی کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ:

"احمد فراز کا سب سے بڑا آئیڈیل اس کا وطن۔۔۔پاکستان ہے۔وہ اپنی شناخت اپنی دھرتی کی مٹی،اس کے حسن،اس کی آزادی وسلامتی سے کرتا ہے۔وہ اپنے وطن کی طرف دیکھنے والی ہر میلی آنکھ کو للکارتا ہے اور کبھی کبھی اس کی للکار میں تلخی بھی آجاتی ہے اور یہی سچے محب وطن کی پہچان ہے۔"(۳۵)

وطن سے والہانہ محبت اور عقیدت کا ثبوت ہمیں اُن کی شاعری میں جا بجا ملتا ہے۔اس محبت کا اظہار ان کے ترانوں اور نغموں میں سُر اور لے کی صورت ظاہر ہوتا ہے۔اُن کا مجموعہ کلام "شب خون" ۱۹۷۱ء میں منظر عام پہ آیا جس میں شامل تمام نظمیں،سارے ترانے وطن کی محبت سے شرابور ہیں۔

ؔ" اے وطن
جگ جگ جیے تو
اے وطن اے وطن
تو مری جاں میرا دل میرا لہو
میرا بدن۔اے وطن
تیرے آئینے بھی سورج تیرے کانٹے بھی گلاب
تیرے ویرانے بھی جنت کی فضاؤں کا جواب
تُو نے بخشا زندگی کو زندگی کا بانکپن
اے وطن
اے وطن جگ جگ جیے تو
اے وطن
تو کسی کا خواب بھی ہے خواب کی تعبیر بھی
تو مرا نغمہ،مرا پرچم،مری شمشیر بھی
رنگ وخوشبو سے گل وگلزار تیرا پیرہن
اے وطن"(۳۶)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

احمد فرازؔ کی شاعری کے بنیادی اور اہم موضوعات میں حب الوطنی ایسا موضوع ہے جو مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔اُن کے باقی موضوعات اور تصورات کی تان بھی وطن کی شدید محبت پر آکر ٹوٹتی ہے۔اُن کا ہر جذبہ وطن سے وابستہ ہے اس لیے جب اُن پر وطن پرستی کے حوالے سے شکوک وشبہات کا اظہار بعض حلقوں کی جانب سے کیا گیا تو انہوں نے بہت سخت ردعمل دیا۔

"مجھے کسی سے اپنی حب الوطنی اور اسلام کا سرٹیفکیٹ نہیں لینا۔ہمارے آباؤاجداد اسی سرزمین میں دفن ہیں اور میں نے اپنے قلم سے عہد کر رکھا ہے چاہے نتائج کچھ بھی ہوں ہمیشہ سچ لکھوں گا۔"(۳۷)

وطن سے محبت کا جذبہ اُن لوگوں میں دیدنی ہوتا ہے جو پردیس میں رہتے ہوں یا جلاوطنی کی اذیت سہہ رہے ہوں۔فرازؔ نے جلاوطنی کا کرب سہا تھا۔وہ غریب الوطنی کے مصائب اور آلام کے چشم دید گواہ تھے۔اس لیے وطن سے دوری اور ہم وطنوں کے مسائل نے انہیں بہت تلخ بنا دیا تھا اور ان کے مجموعے "بے آواز گلی کوچوں میں" میں ہمیں یہ رنگ بہت گہرا نظر آتا ہے۔ڈاکٹر طاہر تونسوی اس مجموعے میں شامل نظموں کے تاثراتی فضا کو نمایاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں

""""بے آواز گلی کوچوں میں" اس پر محسوساتی اعتبار سے جو نظمیں اتریں وہ تاثریت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔وطن سے دور اجنبی فضاؤں میں سانس لینے کے باوجود وطن سے غیر مشروط محبت ہر جگہ اس کے دامن گیر رہی اس لئے کہ وہ احمد ندیم قاسمی کے اس نظریے کے قائل ہیں کہ ادیب وشاعر کو صاحب اقتدار کا نہیں بلکہ مملکت کا وفادار ہونا چاہیے یہی وجہ ہے کہ احمد فرازؔ کو اپنی دھرتی ہی سے نہیں بلکہ اس میں بسنے والے ہر فرد سے پیار ہے۔"(۳۸)

وطن سے محبت احمد فرازؔ کی شاعری،انٹرویوز اور بیانات میں سرفہرست نظر آتی ہے۔جذبۂ حب الوطنی کو ایمان کا جزو لاینفک سمجھتے ہوئے فرازؔ اپنی ترجیحات میں اس کو پہلے نمبر پر رکھتا ہے اور اپنے گھربار اور جان ومال کو وطن کی خاطر تج دینے کے عزم کا اظہار کرتا ہے۔

"وہ بھی شاعر تھا کہ جس نے تجھے تخلیق کیا
میں بھی شاعر ہوں تو خوں دے کے سنواروں گا تجھے
اے مری ارض وطن اے مری جاں اے مرے فن
جب تلک تاب تکلم ہے پکاروں گا تجھے" (۳۹)

اُن کے کلام میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو وطن اور مٹی سے اُن کی گہری وابستگی کو ظاہر کرتی ہیں اور جس کی حفاظت خوشحالی اور فلاح وبہبود کے لیے وہ کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔

☆رومانیت:۔

اردو غزل پر اگر نظر دوڑائی جائے تو ہمیں چند شاعر ہی ایسے ملیں گے جن کے ہاں غزل رونے دھونے اور آہ و زاری کا نام نہیں ہے۔احمد فرازؔ انہیں چند شعرا کرام میں سے ایک ہیں۔

اگر ہم احمد فرازؔ کی شاعری دیکھیں تو ہمیں اس بات کا ادراک ہوگا کہ ان کے کلام میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں ، جو ان کے ہم عصر شعراء کے ہاں موجود تھیں۔البتہ نشاطیہ و طربیہ رنگ دوسرے شعراء کی نسبت ان کے یہاں کچھ زیادہ ہی ملتا ہے۔لیکن یہ بات بھی درست نہیں کہ ہجر ، جدائی اور سوز و گداز کا عنصر ان کے یہاں مفقود ہے۔(۴۰)

"آتے جاتے سارے موسم اس سے نسبت رکھتے ہیں
اس کا ہجر خزاوں جیسا اس کا قرب بہاروں سا"(۴۱)

احمد فرازؔ بنیادی طور پر ایک رومانوی شاعر تھے۔لیکن ان کی رومانویت میں حقیقت پسندی کا عنصر بھی شامل ہے۔حقیقت اور رومان کا امتزاج ان کی شاعرانہ عظمت کی دلیل ہے۔

احمد فرازؔ نے بیک وقت غم جاناں اور غم دوراں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ان کی غزل محبت سے عبارت ہے۔محبت ہی وفا اور جفا کو جنم دیتی ہے کوئی بھی شخص جو ادب کا مطالعہ کرتا ہے اس کے علم میں یہ بات ہوتی ہے کہ دیگر فنون لطیفہ کی نسبت شاعری زیادہ مشکل ہے۔فرازؔ کی شاعری میں جہاں ہمیں محبتوں کا بیان ملتا ہے اس کے ساتھ ساتھ انقلاب اور لوگوں میں بیداری کا جذبہ پیدا کرنے والی شاعری بھی نظر آتی ہیں۔ فرازؔ کی شاعری "نغمہ دلدار" اور "شعلہ بیدار" دونوں خصوصیات کی حامل ہیں۔احمد فرازؔ کا شمار ان چند شعرا میں کیا جاسکتا ہے جنہیں عوام اور خواص دونوں کی مقبولیت حاصل رہی فرازؔ سے پہلے اردو شاعری کی جو تاریخ موجود ہے وہ آپ دیکھ لیجیے بعض شعرا نے انقلابی موضوعات کو اپنی شاعری میں بیان کیا ہے اور بعض شعرا محبوب کے زلفوں کی تعریفوں سے آگے نہیں بڑھے۔لیکن فرازؔ کو یہ انفرادیت حاصل رہی ہے کہ ایک طرف وہ انقلابی شاعری سے امرا کو للکارتے ہیں تو دوسری جانب وہ حسینوں کی جھرمٹ میں لے جاتے ہیں۔

احمد فراز کا شمار ان خوش نصیب تخلیق کاروں میں ہوتا ہے جن کا تخلیقی سفر کسی نظریے یا تحریک کا محتاج نہیں ہوتا اور نا ہی انہیں مجاوران ادب کی تصدیق یا سند کی ضرورت ہوتی ہے وہ تمام رکاوٹوں اور مصائب کو عبور کرتے ہوئے دل کے کہے پر چل کر اپنے ادرشوں کا مان رکھتے ہیں۔فراز روایتی اور کلاسیکی رنگ میں رنگتے ہوئے ترقی پسند شعری روایت میں داخل ہوئے اور اپنے ہم عصر شعراء میں نمایاں مقام حاصل کیا یہی وجہ ہے کہ جہاں ان کی شاعری روایتی کلاسیکی تغزل سے بھرپور ہے وہاں عصر حاضر کی کھلی فضاؤں میں بھی سانس لیتی ہے اور جدیدیت کے رنگوں سے بھی ہم آہنگ ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی غزلیں اور نظمیں قبول عام کا سند پاتی ہیں اور کہنہ مشقوں کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے دلوں کی بھی آواز ہے۔ملکی اور بین الاقوامی شعراء، ادباء اور ناقدین کی جانب سے ان کو ہمیشہ دادو تحسین ملی۔ان کی غزل سنا ہے لوگ اسے آنکھ بھر کے دیکھتے ہیں،، کو صدی کی بہترین غزل کہا گیا اور ان کی نظمیں محاصرہ، خواب مرتے نہیں اور واپسی وغیرہ لوگ فرمائش کرکے ان سے بار بار سنتے۔

سماج کا بیان احمد فرازؔ کی شاعری میں موجود ہے۔نغمگی اور غنائیت کی خصوصیات لیے فرازؔ کی شاعری میں گھن گرج بھی موجود ہے۔

احمد فرازؔ کی غزل اور نظم دونوں میں خیالات کا ایک تسلسل موجود ہے۔وطن عزیز میں آمریت اور جمہوریت کی جو آنکھ مچولی چل رہی تھی فرازؔ اپنی شاعری کے ذریعے ان دونوں سے باہم لڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

احمد فرازؔ کی شاعری میں آپ کو اشتعال اور نعرہ بازی اتنی زیادہ دکھائی نہیں دیں گی۔جس طرح باقی ترقی پسند شعرا اپنی شاعری کے ذریعے سرمایہ دارانہ نظام کی فریب کاریوں، سماجی نا انصافیوں ،کسانوں اور مزدوروں کی حق تلفیوں ،لسانی و علاقائی تعصبات اور طبقاتی تفریق کے خلاف آواز اٹھائی ہے ،احمد فرازؔ کی شاعری بھی اسی طرح احتجاج کرتی نظر آتی ہے۔

احمد فرازؔ کی پوری شاعری جمہوری قدروں کی بحالی ،عوام کی بالادستی اور انسان دوستی کے لیے وقف ہے۔وہ آزادی اظہار رائے کے حامی تھے۔ان کی شاعری اس مکتب فکر سے تعلق رکھتی ہے جو انسانیت کی معاشی و سماجی سوچ پر قدغن لگانے والوں کے خلاف یقین پیش مہیا کرتے۔

احمد فرازؔ کی شاعری میں جمالیاتی حس اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ نظر آتی ہے ۔فرازؔ نے ایک ترقی پسند شاعر ہونے کے باجود آمریت اور جمہوریت کے ادوار میں اعلیٰ اور خاص حکومتی عہدوں پر خدمات سر انجام دیں۔

"مرا قلم نہیں کاسہ کسی سبک سر کا
جو غاصبوں کو قصیدوں سے سرفراز کرے"(۳۲)

اشفاق حسین ،احمد فراز صاحب کی نظم "محاصرہ" کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

> "ٹورنٹو کے مشاعرے میں پہلی بار جب احمد فراز اپنا کلام سنا رہے تھے تو ہر طرف ایک سکوت کا عالم تھا لیکن یہ سکوتِ سخن شناس نہیں بلکہ سکوتِ حیرانگی اور احترامِ سخن شناسی کی منزل تھی۔مگر جب وہ اس منزل کے آخری موڑ پر پہنچے اور اپنی نظم "محاصرہ" سنانے لگے تو ہر کوئی ان کے احترام میں نہ صرف یہ کہ کھڑا ہوگیا تھا بلکہ ان کے قدموں میں اپنا دل بچھائے ہوئے تھا۔ یہ شاعری نہیں، ساحری تھی اور تمام حاظرین مسحور ہو چکے تھے۔"(۴۳)

احمد فراز کی شاعری نے ایک عہد کو متاثر کیا ہے۔دنیا بھر میں جہاں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے وہاں تک فراز کی شہرت پہنچی ہوئی ہے۔فراز کی شاعری کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے اور ہر عمر اور ہر عہد کے لوگوں کو متاثر کرنے کی صلاحیت سے مالامال ہے۔انسانی نفسیات سے کماحقہ آگاہی نے اُن کے ہر شعر کو ہر قاری اور سامع کے دل کی آواز بنا دیا ہے اور یہ عمر کی قید سے مستثنیٰ ہے۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی شاعری میں موضوعاتی رنگا رنگی ہے۔انہوں نے مختلف موضوعات کو اپنی شاعری میں سمویا ہے۔کہیں پر ان کی شاعری صدائے احتجاج کے طور پر ابھرتی ہے تو کہیں پر سیاسی موضوعات سامنے آجاتے ہیں۔انہوں نے رومانی شاعری زیادہ کی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری میں فکر و خیال کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔انہوں نے اپنی شاعری میں زندگی کے تجربات کا نچوڑ بیان کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔احمد فرازؔ، مشمولہ" شہر سخن آراستہ ہے" ،کلیات(دوست پبلیکیشنز،اسلام آباد، ۲۰۱۴ء) صفحہ نمبر۱۵۱۲
۲۔احمد فرازؔ، "خواب گل پریشان ہے" (دوست پبلیکیشنز،اسلام آباد ۱۹۹۸ء)صفحہ نمبر۲۹
۳۔احمد فرازؔ، مشمولہؔ" شہر سخن آراستہ ہے"،کلیات، صفحہ نمبر، ۱۵۷۰
۴۔احمد فرازؔ، مشمولہ" شہر سخن آراستہ ہے" کلیات، صفحہ نمبر ۱۵۲۸
۵۔احمد فراز، " پس انداز موسم""مشمولہ: "شہر سخن آراستہ ہے" (دوست پبلیکیشنز،اسلام آباد، ۲۰۱۴ء)صفحہ نمبر، ۱۱۲۶
۶۔عطاالحق قاسمی۔کالم روزن دیوار سے،اخبار جنگ ۱۲جون۲۰۰۹ء
۷۔احمد فرازؔ، مشمولہ: "شہر سخن آراستہ ہے" ، صفحہ نمبر، ۹۵
۸۔احمد فرازؔ، " شب خون"(دوست پبلیکیشنز،اسلام اباد، ۲۰۱۵ء) صفحہ نمبر۷۴
۹۔ سلیم اختر،ڈاکٹر، "اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ"،تیسواں ایڈیشن (سنگ میل پبلیکیشنز) صفحہ نمبر ۵۷۴
۱۰۔احمد فرازؔ، مشمولہ" شہر سخن آراستہ ہے"، صفحہ نمبر، ۳۰۔۳۱
۱۱۔احمد فراز"پس انداز موسم" ، مشمولہ "شہر سخن آراستہ ہے"، صفحہ نمبر ۱۱۲۱
۱۲۔احمد فرازؔ، مشمولہ، "شہر سخن آراستہ ہے"کلیات، صفحہ نمبر ۴۵
۱۳۔ماہ نو فراز نمبر، ۲۰۰۹ء، ص۲۰۸
۱۴۔فتح محمد ملک "احمد فرازؔ کی شاعری، نغمہ دلدار یا شعلہ بیدار" (دوست پبلیکیشنز، اسلام آباد ۲۰۱۲ء)، ص۲۹، ۳۰
۱۵احمد فرازؔ، مشمولہ، "شہر سخن آراستہ ہے"کلیات، صفحہ نمبر ۱۵۷۳
۱۶۔احمد فراز، "شب خون"، ص۸۱
۱۷۔احمد فرازؔ، مشمولہ، "شہر سخن آراستہ ہے"کلیات، صفحہ نمبر ۲۵۸
۱۸۔احمد فرازؔ، مشمولہ" شہر سخن آراستہ ہے"، صفحہ نمبر، ۹۵۵
۱۹۔احمد فراز، مشمولہ "شہر سخن آراستہ ہے" ، ص: ۱۰۳
۲۰۔زاہدہ جبیں، " وہ جو شہر سخن تھا"(گوہر پبلیکیشنز) صفحہ نمبر ۹۱۴
۲۱۔احمد فرازؔ، مشمولہ، "شہر سخن آراستہ ہے"کلیات، صفحہ نمبر ۹۳۲
۲۲۔احمد فرازؔ "خواب گل پریشاں ہے" ، مشمولہ شہر سخن آراستہ ہے، صفحہ نمبر ۱۳۱۹
۲۳۔زاہدہ جبیں" وہ جو شہر سخن تھا"، ص ۱۰۲

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

۲۴۔احمد فراز، مشمولہ ''شہر سخن آراستہ ہے''، صفحہ نمبر ۴۴

۲۵۔ ماہ نو فراز نمبر، ۲۰۰۹ء، ص ۲۱۰

۲۶۔احمد فرازؔ، مشمولہ، ''شہر سخن آراستہ ہے ''کلیات، صفحہ نمبر ۱۳۳

۲۷۔ محبوب ظفر ''احمد فراز۔۔فن اور شخصیت''، (اکادمی ادبیات پاکستان الاسلام آباد ۲۰۱۶)، ص66

۲۸۔احمد فرازؔ، مشمولہ، ''شہر سخن آراستہ ہے''، کلیات، صفحہ نمبر ۵۳۵

۲۹۔ سلیم اختر، داکٹر، اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ، ص، ۵۷۳

۳۰۔جویریہ زاہد، ''احمد فرازؔ اردو شاعری کا ایک اہم باب''، نوائے وقت 3 جنوری ۲۰۱۸

۳۱۔احمد فرازؔ ''نابینا شہر میں آئینہ''، مشمولہ، ''شہر سخن آراستہ ہے''، صفحہ نمبر ۹۴۳

۳۲۔ احمد فراز ''جاناں جاناں''، مشمولہ، ''شہر سخن آراستہ ہے'' صفحہ نمبر ۵۷۹

۳۳۔احمد فرازؔ ''پس انداز موسم''، مشمولہ ''شہر سخن آراستہ ہے''، صفحہ نمبر ۹۰۰

۳۴۔جویریہ زاہد ''احمد فرازؔ اردو شاعری کا ایک اہم باب''، نوائے وقت 3 جنوری ۲۰۱۸

۳۵۔تاج سعید ابتدائیہ مطبوعہ جریدہ احمد فراز نمبر، ص ۱۰

۳۶۔احمد فرازؔ، شہر سخن آراستہ ہے، (دوست پبلی کیشنز اسلام آباد، ۲۰۱۳ء) ص ۶۷۲

۳۷۔احمد فراز ''یار اغیار کے ہاتھوں کمانیں تھیں'' مطبوعہ، ادبیات بیاد احمد فرازؔ، ص ۲۹۴

۳۸۔طاہر تونسوی، ڈاکٹر، ''لمحۂ موجود کے امکانات کا شاعر''، جریدہ احمد فرازؔ نمبر، (مکتبہ اژرنگ پشاور، ۱۹۹۴ء) ص ۱۹۱۔۱۹۲

۳۹۔احمد فرازؔ، شہر سخن آراستہ ہے''، (دوست پبلی کیشنز اسلام آباد، ۲۰۱۳) ص ۶۰۵

۴۰۔احمد فرازؔ'' وہ جو شہر سخن تھا''، صفحہ نمبر ۱۱۱

۴۱۔احمد فراز، مشمولہ ''شہر سخن آراستہ ہے''، کلیات، صفحہ نمبر ۹۴۱

۴۲۔احمد فرازؔ، مشمولہ، ''شہر سخن آراستہ ہے''، کلیات، صفحہ نمبر، ۹۱۷

۴۳۔اشفاق حسین، ''احمد فراز، یادوں کا ایک سنہرا ورق''، (لاہور، ۲۰۰۹) صفحہ ۴۱

کتابیات

☆اشرف شاد ''احمد فراز بقلم خود'' (دوست پبلیکیشنز اسلام آباد ۲۰۱۳)

☆فتح محمد ملک '' احمد فراز نغمہ دلدار یا شعلۂ بیدار''، (دوست پبلیکیشنز اسلام آباد ۲۰۱۲)

☆اشفاق حسین ''احمد فرازؔ یادوں کا ایک سنہرا ورق''، (لاہور ۲۰۰۹)

☆گوہر نوید کا ٹلنگ ''صوبہ سرحد میں اردو ادب پس منظر اور پیش منظر''

☆زاہدہ جبیں '' وہ جو شہر سخن تھا'' گوہر پبلیکیشنز

رسائل و جرائد

• جریدہ (احمد فراز نمبر) ، پشاور، ۱۹۹۴ء

• سہ ماہی'' ادبیات'' بیاد احمد فرازؔ، شمارہ ۸۱، ۲۰۰۸ء

• ماہ نو (احمد فرازؔ نمبر) ۲۰۰۹ء